کتاب نما

افغانستان کی کہانی، حقائق کی زبانی، ڈاکٹر مظفر احمد۔ ناشر: حرا پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۳۶۸۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

جہاد افغانستان کے نتیجے میں روس جیسی سپرپاور کی شکست و ریخت اس صدی کا اہم ترین واقعہ ہے لیکن جہاد کے ثمرات کو جس طرح اپنوں اور بیگانوں کی سازشوں سے سبوتاژ کیا گیا ہے، وہ ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا المیہ ہے۔ زیر نظر کتاب میں مصنف نے افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی اور نجیب حکومت کے خاتمے کے بعد ہونے والی سازشوں کی کہانی بیان کی ہے۔ مصنف نے خود افغانستان جا کر حالات کو قریب سے دیکھا اور پھر کتابوں، جرائد، آڈیو، وڈیو کیسٹوں اور مجاہد راہنماؤں سے گفتگوؤں کی روشنی میں حقائق کو یکجا کیا ہے۔

کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کے تین ابواب میں مصنف نے اقوام متحدہ سمیت امریکہ، برطانیہ، فرانس اور صیہونی قوتوں کے مذموم کردار کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ ساتھ ہی ان طالع آزما "اپنوں" کی انا پرستی کا ذکر بھی کیا ہے جنھوں نے دانستہ یا نادانستہ جہادی قوتوں کی مخالفت کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خواب منتشر کیے ہیں۔ مصنف نے جو واقعاتی شواہد اکٹھے کیے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاد افغانستان کے مختلف ادوار میں حکمت یار کا نقطہ نظر حقائق پر مبنی اور بہتر تھا۔

ایک عرب مجاہد انجینئر شیخ عبدالجلیل بزجی جہاد افغانستان کے ابتدائی دنوں میں مجاہدین کے شریک سفر ہوئے۔ بہت سے گشتی شفا خانے، ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کیں اور ریلیف ایجنسیوں کے ساتھ مل کر مہاجرین کو بہت سی دیگر سہولتیں فراہم کیں۔ ان کے مراسم تمام افغان رہنماؤں سے ہیں۔ ان کی کتاب "الفتح والھزیمہ" کے ایک باب کا ترجمہ بھی شامل کتاب ہے۔ یہ چودہ دن کی ڈائری پر مشتمل ہے۔ افغان تنظیموں کے اختلافات دور کرانے کے لیے انھوں نے افغانستان کے مختلف حصوں میں طویل سفر کیے اور مجاہد سربراہوں سے مذاکرات کیے۔ یہ باب نہایت دلچسپ اور معلوماتی ہے۔

آخری تین ابواب میں افغان تنظیموں اور ان کے قائدین، کمیونسٹ پارٹی، ظاہر شاہ، سردار داؤد، ترہ کئی اور کارمل وغیرہ کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے۔ کچھ نظمیں، بہت سی تصاویر بھی شامل ہیں جو واقعات کی تفہیم

میں معاون ہیں۔ معاہدہ جنیوا کے آرٹیکل نمبر ۱۱ کے متن کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔

مقدمہ مولانا عبدالرحیم چترالی نے تحریر کیا ہے۔ کتابت کی غلطیاں خصوصاً انگریزی الفاظ کے غلط ہجے بہت کھٹکتے ہیں۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)

سلمٰی کا مقدمہ، ڈھاکہ سے کراچی تک، نسرین پرویز۔ مجلد، صفحات: ۴۱۶۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

اپنے عنوان کے اعتبار سے یہ کتاب اس بات کا پتا دیتی ہے کہ اس میں مشرقی پاکستان کے خستہ حال اردو بولنے والوں کی وہ درد بھری کہانی ہوگی جس کا آغاز مارچ ۱۹۷۱ میں بہاریوں کے قتل عام سے شروع ہوا تھا۔ پھر وہ ڈھاکہ کے نواح میں "انسانی باڑوں" میں سسک سسک کر زندگی بسر کرتے رہے اور اس کے بعد وہ کراچی میں آئے مگر کتاب کا مطالعہ شروع کریں تو تھوڑی ہی دیر بعد منظر بدل جاتا ہے۔ مصنفہ نے اپنے ذاتی رنج و الم اور دکھ درد کی خاص کیفیت کو، اپنے سیاسی اور مسلکی حوالے سے موضوع بحث بنایا ہے۔ مصنفہ کراچی یونی ورسٹی سے ابلاغیات میں ایم اے کے بعد کچھ عرصہ سرکاری ملازمت میں بھی رہی ہیں اور پھر ناانصافی کا شکار ہو کر بے روزگار ہو گئیں۔

اس کتاب کو ایک طرح کی آپ بیتی کہہ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں جس میں سیاسی و مسلکی جذبات و احساسات کی تپش بھری پڑی ہے۔ آج کراچی جس آگ میں جل رہا ہے، اس سے ملتی جلتی آگ اس کتاب میں اٹھتی دکھائی دیتی ہے، جس سے سارا منظر اتھل پتھل ہو کر رہ جاتا ہے۔ کتاب کا اگرچہ کوئی واضح ہدف نہیں، لیکن پھر بھی ایک ہدف تو موجود ہے، غالباً یہی اس کا مقصد تصنیف ہے۔ وہ لکھتی ہیں: "سلمٰی کے مقدمے" ... کا واحد مقصد خاص طور پر میرے اپنے مکتبہ فکر کے شیعہ حضرات کو، جو بھٹو خاندان کا سب سے بڑا ووٹ بنک ہیں، صرف یہ بتانا ہے کہ، خاندان بنو امیہ نے جس طرح خلافت کو بادشاہت میں تبدیل کیا، بھٹو نے ہر وہ کام کیا، جو بنو امیہ کے دور میں شروع ہوا" (ص ۱۱)۔ "اندھے، بہرے ان شیعوں سے میں کیا امید کر سکتی ہوں، جنھوں نے پاگل اور دیوانوں کی طرح آج سے ۲۵ برس پہلے ایک یزید کو بغض معاویہ میں ووٹ دیا اس لیے کہ چاروں طرف جاہل "ملا" تھے..... ان معصوم لوگوں کو ایک امید کی کرن وہ شیطان نظر آیا جس کا نام بھٹو تھا" (ص ۳۵۵)۔

نمونے کے یہ دو اقتباس قدرے نرم ہیں۔ کتاب میں اسی نوعیت کی سخت زبان سپاہ صحابہ کے لیڈروں کے بارے میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح آگ بھڑکانے سے "سلمٰی کے مقدمے" کا فیصلہ ہو جائے گا؟ یا اس آگ سے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی بیٹیوں کی عزت و آبرو کو مزید خطرات لاحق ہو جائیں گے! یہ کتاب پڑھ کر ہمدردی کے کچھ جذبات پیدا ہوتے ہیں مگر اسلوب بیان کی ناہمواری سے ہڈیوں

میں خوف کی ٹھنڈک اترتی جاتی ہے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگ اپنے تئیں "ملا کی جہالت" پر تبریٰ کر کے اپنی "روشن خیالی" کا چراغ روشن کرتے ہیں مگر کیا ان کے پاس بھی زبان و بیان کا یہی اسلوب رہ گیا ہے اور کیا اس سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے؟ "ملا" تو جاہل ہے، مگر "جدید تعلیم یافتہ" خاتون کو اپنے انداز گفتار پر غور کرنا چاہیے۔ جذبات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر لکھی جانے والی اس کتاب نے اپنے اٹھائے جانے والے چند قیمتی سوالات کو بری طرح مسخ و مجروح کیا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

MIDDLE EAST TERRORISM: CURRENT THREATS AND FUTURE PROSPECTS. By Yonah Alexander. Dartmouth Publishing Company, Hampshire, UK, 1994. ISBN 1-85521-510-4

TERRORISM AND THE MEDIA: FROM THE IRAN HOSTAGE CRISIS TO THE WORLD TRADE CENTRE BOMBING. By Brigitte. L. Nacos. Columbia University Press, New York. 1994. ISBN 0-231-10014-0

سینٹ آگسٹائن (م:۴۳۰ء) ایک دلچسپ کہانی سناتے ہیں: "ایک بحری قزاق کو پکڑ کے سکندر اعظم کے سامنے لایا گیا۔ سکندر نے اس سے پوچھا: تم سمندروں میں اتنے دھڑلے سے کیسے ڈاکہ زنی کرتے پھرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: حضور، آپ ساری دنیا میں بڑے دھڑلے سے ڈاکے مارتے پھر رہے ہیں! فرق صرف اتنا ہے کہ میں یہ کام ایک چھوٹے سے جہاز سے کرتا ہوں، اس لیے میں ڈاکو کہلاتا ہوں، حضور یہی کام ایک عظیم فوج اور بحری بیڑے کے ذریعے عالمی پیمانے پر انجام دیتے ہیں، اس لیے آپ کو شہنشاہ کہا جاتا ہے"۔ (Chomsky, Pirates and Emperors-1)

دہشت گردی کے نام پر دنیا کی طاقتور اقوام نے کمزور اقوام کے خلاف جو مہم چلا رکھی ہے، اس کی تہ میں اصل سچائی کی کتنی صحیح تصویر یہ کہانی پیش کرتی ہے۔ یہ نہیں کہ دہشت گردی کوئی مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی بھی، بے گناہ افراد کو ہلاک یا خوف زدہ کرنے، یرغمالی بنانے، جہازوں کو اغوا کرنے یا دھماکے سے اڑانے اور شہری آبادیوں پر بمباری کرنے کو جائز سمجھتا ہے، چاہے اپنے جائز مقاصد کے حصول کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔ حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ دہشت گردی کی اصطلاح آج کے شہنشاہوں کا جدید ترین ہتھیار بن گیا ہے، بالخصوص امریکہ اور اسرائیل کا--- ایک طرف اپنے توسیع پسندی کے مفادات اور جارحانہ عزائم کے لیے تھوک کے حساب سے کی جانے والی دہشت گردی کو چھپانے کے لیے اور دوسری طرف جس کو بھی وہ چاہیں، جو ان کے سامنے کھڑے ہونے کی جرات کر سکتا ہو، اس پر

دہشت گرد اور غنڈے کا ٹھپہ لگانے کے لیے' اور جو سزا مناسب سمجھیں' دینے کے لیے' عموماً کسی ذرہ برابر ثبوت کے بغیر۔

وہ سکہ رائج الوقت میں' طاقتور ہیں۔ پوری کی پوری آبادیوں کو دہشت زدہ کر دیتے ہیں۔ انھوں نے لیبیا اور لبنان پر بمباری کی۔ انھوں نے ہزاروں معصوم مرد' خواتین اور بچوں کو ہلاک کیا' انھوں نے لاکھوں فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے گھر کیا' انھوں نے بوسنیا میں بدترین غیر انسانی نسل کشی کا ارتکاب کیا۔ اسرائیل وہ پہلا ملک ہے جس نے ۱۹۵۴ میں شام کا جہاز ہائی جیک کیا۔ یہی وہ سب سے پہلا ملک ہے جس نے اقوام متحدہ کے نمایندہ امن' کاؤنٹ برناڈوٹ (Count Bernadotte) کو ۱۹۴۸ میں قتل کیا۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں نے ایران اور لیبیا کے مسافر بردار جہاز فضا میں تباہ کیے اور آزاد ممالک کی حکومتوں کو خفیہ آپریشن سے غیر مستحکم کیا اور ان کا تختہ الٹا۔ پھر بھی وہ عالمی امن و امان کے "مہذب" محافظ ہیں' ان کی شہنشاہوں کی طرح عزت کی جاتی ہے۔ دہشت گرد تو وہ قرار پاتے ہیں جو ان کی دہشت گردی کا شکار ہوتے ہیں' انھیں اپنی بے بسی اور غصے کے عالم میں کچھ نہ کچھ ان ہی کی طرح جواب دینے کی جرات کرتے ہیں۔

یہ اس وجہ سے ہے کہ محاورے اور الفاظ کی طاقت (power of language) ان کی جیب میں ہے۔ دہشت گردی کے اول و آخر کا وہی تعین کرتے ہیں' ذرائع ابلاغ میں بھی اور نام نہاد علمی دنیا میں۔ کیمرے کی آنکھ اور قلم کی نوک سے ان کی تمام تر دہشت گردی کو "جوابی کارروائی" کا نام دیا جاتا ہے۔ وہ مظلوم (victims) بن کر سامنے آتے ہیں جب کہ دہشت گردوں کا مکمل تاثر اصل مظلومین پر' یعنی چھوٹے قزاقوں کے سر منڈھ دیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ دنیا دہشت گردی کے حوالے سے جو کچھ جانتی ہے' وہ وہی ہے جو ان مہذب قوتوں کی عینک سے نظر آتا ہے۔ مگر ایچ جی ویلز نے کس قدر صاف گوئی سے تہہ و بالا کر دینے والی سچائی کو بیان کیا ہے: "آج بھی یورپ کا رواج ہے کہ وہ رومی ادیبوں کی پیروی میں Huns اور ان سے وابستہ لوگوں کا ذکر کسی ناقابل یقین' تباہ کن اور ظالمانہ شے کی حیثیت سے کرتے ہیں--- رومی اپنے دشمنوں کے متعلق بلاجھجک اور بھرپور اتنا جھوٹ بول سکتا ہے جس پر جدید پروپیگنڈا کرنے والے افراد کو لازماً حسد ہو"۔ مگر افسوس کہ جدید دنیا نے رومی طرز عمل کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے' خصوصاً جب کہ معاملہ مسلمانوں' عربوں یا فلسطینیوں کا ہو۔

شاذ ہی ایسا ہوا ہے کہ کوئی میڈیا مین اور اسکالر جھوٹ کے اس فریب کو توڑ کر باہر نکل آئے۔ بدقسمتی سے Yonah Alexander اور Brigitte Nacos بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ معروضی جائزہ لیتے اور سچ کو آشکار کرتے' انھوں نے ادھورا سچ' من گھڑت باتیں' پروپیگنڈا اور وہی ایک

جیسی باتیں جو صبح و شام بیان کی جاتی ہیں، ان کو دہرانے کو ترجیح دی۔ یہ باتیں اس قدر عام ہیں کہ انھیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

امریکہ اور اسرائیل کی دہشت گردی کا یہ وہ اصول ہے جسے الیگزنڈر نے دیانت داری سے اپنی کتاب "Middle East Terrorism" میں ۲۷ مضامین میں یکجا کر کے واضح کر دیا ہے۔ کتاب کا آغاز دہشت گردی کا سرا، قرون وسطی میں اسماعیلی قاتلوں سے جوڑنے سے ہوتا ہے۔ لیکن روسی قبضے کے خلاف یہودیوں کی دہشت گردی کا کوئی ذکر نہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد کے دور کو مشرق وسطی میں ظالمانہ، اداراتی اور عالمی دہشت گردی کا دور کہا گیا ہے لیکن یہودی Stern اور Irgun گینگ کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں لکھا گیا۔ صرف ایک مضمون، Jewish Group، سٹرن دہشت گرد گروہ کے بانی پر ہے اور وہ بھی تعریفی ہے۔ دوسری طرف اسرائیل کا مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں اور عربوں پر مظالم کا سلسلہ اور دہشت گرد کارروائیاں اور لبنان اور تیونس میں کھلی دہشت گردی سے مکمل طور پر صرف نظر کیا گیا ہے۔ اسرائیل پر جو تین مضامین ہیں وہ بھی اس کی نام نہاد "جوابی کارروائی" پر ہمدردانہ انداز میں لکھے گئے ہیں۔

تاہم "مسلم بنیاد پرست" انتہائی خطرناک دھمکی کی صورت میں ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ تمام کے تمام چھ مضامین نامکمل معلومات، ادھورے سچ، ناقص تجزیوں اور حد سے بڑھتے ہوئے تعصب پر مبنی ہیں، مثلاً ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ کو امریکی بحری ہیڈ کوارٹرز بیروت پر بمباری کو دہشت گردی کی نمایاں کارروائی کے طور پر دکھایا گیا ہے لیکن یہ سوال نہیں اٹھایا گیا کہ ان کی ۱۹۶۸ سے ۱۹۸۵ تک وہاں موجودگی کا کیا اخلاقی جواز ہے؟ اسرائیل پر کیے جانے والے ۵۲۸ حملوں کے مقابلے میں اسرائیل کے ۳۵۰ جوابی حملوں کو ڈھٹائی کے ساتھ غیر متناسب قرار دیا گیا ہے لیکن جوابی حملوں کے بڑے پیمانے پر ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ آنکھ کے بدلے ایک آنکھ نہیں، بلکہ دو آنکھیں بلکہ سر بھی، ایک آنکھ کے بدلے!

ناکس (Nacos) کو "Terrorism and the Media" میں اس بات پر تشویش ہے کہ میڈیا کی دہشت گردوں کو کوریج دینا، انھیں عوام اور پالیسی سازوں پر گرفت مہیا کرتا ہے، جو وہ چاہتی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح رکنا چاہیے۔ لیکن ان کی تشویش بے جا (misplaced) ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کی مالک کیتھرین گراہم نے بڑا صحیح کہا ہے: "پبلسٹی دہشت گردوں کے لیے آکسیجن ہے۔ لیکن میں یہ کہتی ہوں: خبر، آزادی کے لیے آب حیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر دہشت گرد ہمیں آزادی سے محروم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان کی یہ فتح اس سے بڑی ہو گی جس کا وہ کبھی تصور کر سکتے ہیں اور اس سے بہت بدتر ہو گی جس کا ہمیں خدشہ ہے۔ آیئے اسے کبھی پورا نہ ہونے دیں"۔ تاہم گراہم کے معصومانہ اعلان کے باوجود، اسلام اور عربوں کے حوالے سے میڈیا کے انتہائی متعصب اور بدنیتی پر مبنی رویے کو مستند حوالوں سے بہ کثرت

مطالعات میں جمع کر دیا گیا ہے۔

بغیر کسی معروضی' غیر متعصب' متوازن' تحقیق و تجزیہ کے اور اساسی نظریات کو بخوبی جانے بغیر کوئی بھی حل تلاش نہیں کیا جا سکتا' چاہے کسی بھی قسم کی دہشت گردی ہو۔ اس لیے یہ نام نہاد دہشت گردی اصل مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ تو شہنشاہوں کی عالمی بالادستی ہے جو چھوٹے قزاقوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی چھوٹی کشتیوں کے ساتھ وسیع سمندروں میں آئیں' اور پکڑے جائیں اور الزام لگانے والوں کے سامنے دہشت گرد قرار پائیں۔

[خرم مراد۔ مسلم ورلڈ بک ریویو' ۱۷' نمبر ۴' ۱۹۹۷' ترجمہ: امجد عباسی]

مطبوعات موصولہ

○ **پیغمبرانہ دعائیں**' ڈاکٹر خالد علوی۔ مجید بک ڈپو' لاہور' فیصل آباد۔ صفحات: ۲۶۸۔ قیمت: ۶۰ روپے۔ (آداب دعا' قبولیت دعا' قرآنی دعائیں' حدیث کی دعائیں' نماز کے بعد کی دعائیں' متفرق جامع دعائیں--- دعاؤں کے متن پر اعراب کا اہتمام' حوالوں کا اہتمام--- ایک مفید و نافع کتاب)۔

○ **اسلامک موومنٹ** (ماہوار)' مدیر: محمد یٰسین فلاحی۔ سٹوڈنٹس اسلامک موومنٹ آف انڈیا۔ خاص شمارہ اگست ۱۹۹۷۔ صفحات: ۵۶۔ قیمت: ۸ روپے۔ (لاہور کے "ہم قدم" کے اسلوب پر طلبہ کا ترجمان۔ جملہ مسائل اور اپنا موقف کھل کر اور جرات مندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے' طباعت عمدہ)۔

○ **کرنیں**' اول۔ مقصود احمد۔ تعمیر ملت فاؤنڈیشن۔ مکان ۱۵ گلی ۱۵' ایف ۸/۳ اسلام آباد۔ قیمت: ۳۰ روپے۔ (بچوں کے لیے اسلامی و پاکستانی تناظر میں لکھی گئی نظموں کا انتخاب)۔

○ **RAYS**' مرتب' ناشر اور قیمت: مذکورہ بالا--- (بچوں کے لیے منتخب انگریزی نظمیں)۔

○ **خطابات قومی اسمبلی**' چودھری نذیر احمد خاں' سابق ایم این اے۔ ناشر: احمد حبیب سلمان بھوپال والا' ضلع سیالکوٹ۔ (اسمبلی میں رکنیت کے زمانے کی تقریریں اور بحثیں--- انداز مصنف نے اپنے تئیں حق نمایندگی ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی--- آنے والوں کے لیے نشان راہ)۔

○ **منشورات**' منصورہ' لاہور کی درج ذیل کتب:

۱۔ **حاصل**' مظفر بیگ' صفحات: ۲۰۰' قیمت: ۷۵ روپے۔

۲۔ **عنایتیں کیا کیا**' عنایت علی خان' صفحات: ۲۱۶۔ قیمت: ۱۲۵ روپے۔

۳۔ **خرم مراد' حیات و خدمات**' صفحات: ۵۰۰۔ قیمت مجلد: ۲۰۰ روپے۔

ترجمان القرآن کے جنوری تا دسمبر کے مضامین کا اشاریہ ماہ دسمبر میں دیا جاتا تھا۔ یہ اس شمارے میں نہیں دیا جا رہا ہے۔ آیندہ ماہ جنوری ۹۸ میں ملاحظہ فرمایئے۔ (ادارہ)